سوال نمبر ۱: خلفائے راشدین کا انتخاب کیسے عمل میں آیا؟ انکی حکومت کو کس حد تک جمہوری قرار دیا جا سکتا ہے؟

تعارف:

جمہوریت کے لیے انگریزی زبان میں Democracy کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد ایسا نظامِ حکومت ہے جس میں عوام کی طرف سے منتخب کیے گئے نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ اگر جمہوری حکومت عوام کے مفاد کے خلاف کام کر رہی ہو تو عوام کو حق حاصل ہے کہ وہ اس حکومت کے خلاف احتجاج کریں اور اپنے مفاد کے حق میں کام کروائیں لیکن اگر جمہوری حکومت پھر بھی عوام کے مفاد کے خلاف کام کرے تو عوام ووٹ کے ذریعے اگلے الیکشن میں اس پارٹی کو مسترد کر دیتے ہیں۔ جہاں تک خلفائے راشدین کی حکومت کا تعلق ہے کہ وہ کس حد تک جمہوری ہے تو اس حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ اسلام کا سیاسی نظام شورائی ہے، جو موجودہ جمہوریت کے قریب ہے۔

خلفائے راشدین تھے نور کے چراغ
عدل و انصاف کے تھے اعلیٰ مزاج

← جمہوریت کی اقسام:

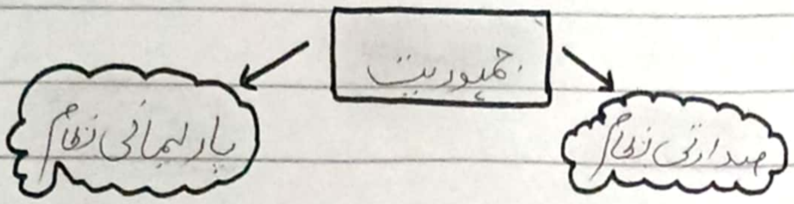

• صدارتی نظام:

صدارتی طرزِ حکومت میں صدر ملک کے تمام نظام چلاتا ہے اور وہ کل اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ یہ امریکہ، ایران، افغانستان اور روس سمیت بہت سارے ممالک میں فعال ہے۔

• پارلیمانی نظام:

پارلیمانی طرزِ حکومت میں وزیراعظم ملک چلاتا ہے لیکن یہ پارلیمنٹ کے تابع ہوتا ہے اور رعایا اس کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتا۔ یہ پاکستان، برطانیہ، بھارت، بنگلہ دیش، اور اٹلی میں ہے۔ ان دو جمہوری نظاموں کے علاوہ کچھ اور بھی غیر معروف جمہوری نظام ہیں مثال جرمنی کے چانسلری نظام جو جرمنی کے علاوہ کسی اور ملک میں نافذ نہیں۔

← خلفائے راشدین کے انتخاب کا طریقہ کار:

اسلامی سیاسی نظام کی بنیاد حضورؐ کے اقوال
و افعال پر ہے جس میں ملک کی سب سے
بڑی اتھارٹی امیر ہوتا ہے جسے امیرالمومنین
یا خلیفہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی سیاسی نظام
میں چار خلفائے راشدین کو حضورؐ کے بعد
بڑا مقام حاصل ہے۔ جنہوں نے اسلامی
سیاسی نظام کو قرآن و سنت کے مطابق نافذ
کیا اور جہاں قرآن و سنت سے دلیل نہیں
ملی، وہاں اجتہاد سے فیصلہ کیا۔ خلیفہ
کے چناؤ کے بارے میں حضورؐ نے چند اصولی
باتیں ارشاد فرمادیں اور باقی مسلمانوں
کے اجتہاد پر چھوڑ دی۔ حضورؐ کے وصال کے
بعد پہلے خلیفہ کا مرحلہ آیا تو مسئلہ پیدا ہوا
کہ مہاجرین اور انصار میں سے کس کو
خلیفہ منتخب کیا جائے۔ سقیفہ بنی ساعدہ
میں ایک مشاورت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ
کو خلیفہ منتخب کیا۔ دوسرے خلیفہ حضرت عمر
فاروقؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی حیات
دنیاوی میں ہی معتبر صحابہ کرامؓ سے مشورہ
کے بعد خلیفہ نامزد کردیا جس پر لوگوں نے
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد حضرت
عمر فاروقؓ کی بیعت کرلی۔ جس میں مدینہ
کے تمام لوگ شامل تھے۔ قرآن پاک میں
ارشاد ہے:

"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ"

ترجمہ: اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔ (سورۃ الشوریٰ: 38)

یہ آیت خلفائے راشدین کے انتخاب میں شوریٰ کے اصول کو واضح کرتی ہے۔

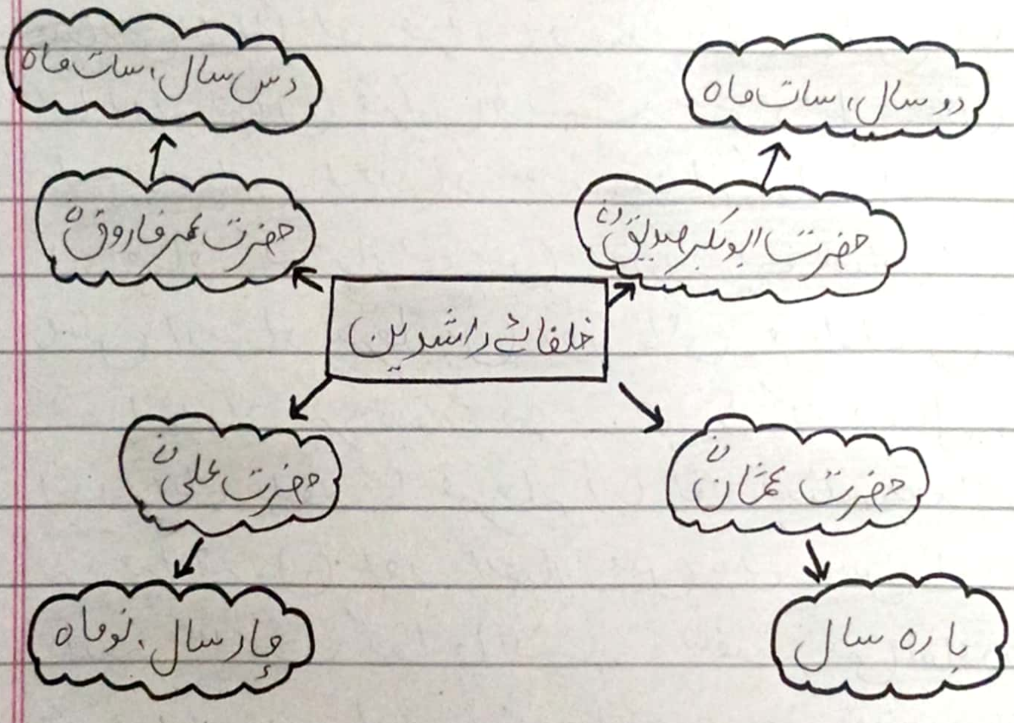

انتخاب خلافت میں شوریٰ کی اہمیت:

حضرت عمرؓ پہلے خلیفہ تھے جنھوں نے شوریٰ کو ادارے کے طور پر متعارف کروایا۔ اس سے پہلے حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں صرف معتبر صحابہ کرامؓ سے مشاورت کے بعد کوئی کام کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے شوریٰ کو دو طریقوں سے قائم کیا۔

• **شوریٰ خاص:-**

شوریٰ خاص میں معتبر صحابہ کرامؓ شامل تھے، اُن میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابوموسیٰؓ وغیرہ شامل تھے۔

• **شوریٰ عام:-**

شوریٰ عام میں مدینہ کے عام لوگوں کو شامل کیا گیا تھا جن سے بعض معاملات پر مشاورت کی جاتی تھی۔

حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے علاوہ کوئی ایسا بڑا نام نہ تھا جو انتظامی امور میں ان اصحاب کے پائے کا ہو لیکن حضرت عمرؓ کے بعد بہت سے صحابہ کرامؓ انتظامی معاملات میں مہارت حاصل کر چکے تھے۔ حضرت عمرؓ کی خاص شوریٰ میں موجود تقریباً تمام ارکان انتظامی معاملات میں اعلیٰ درجے کی مہارت کے حامل تھے جن میں سے کسی اگلے کا خلیفہ کے لیے انتخاب مشکل تھا۔

← **حوالہ ڈاکٹر حمید اللہ - کتاب: اسلام کیا ہے:-**

ڈاکٹر حمید اللہ اپنی کتاب اسلام کیا ہے میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد خلافت تیس سال قائم رہے گی اور اس کے بعد ایک ظالمانہ

بادشاہت آجائے گی۔ آپؐ سے ایک اور فرمان بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ خلافت کا حق قریش کا ہے، تاہم اس فرمان کا حوالہ دستیاب نہیں۔ مگر خود رسولؐ کے کسی عمل سے بھی اس کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ حکمرانوں کا تعلق لازمی طور پر قریش سے ہونا چاہیے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ہجرت کے بعد جب آپؐ نے ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو مختلف مواقع پر کم از کم 25 بار آپؐ دارالحکومت سے باہر تشریف لے گئے۔ آپؐ کی یہ عدم موجودگی بعض اوقات جنگی مہمات پر روانگی کے باعث تھی اور متعدد بار آپؐ امن کی کوشش کے سلسلے میں بھی مدینہ سے باہر گئے۔ ان مواقع پر آپؐ نے اپنی غیر موجودگی میں کسی نہ کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر یہ نہیں کہ ہر بار کسی ایک کو منتخب کیا ہر بار مختلف اوقات میں مختلف افراد کو یہ ذمہ داری سپرد کی۔

(اسلام کیا ہے؟: ص 163)

حضرت عمرؓ نے چھ صحابہ کرامؓ پر مشتمل شوریٰ بنائی تاکہ وہ جس شخص کو منتخب کر لے اُسے خلیفہ تسلیم کر لیا جائے۔ اگر شوریٰ کے ارکان میں اختلاف ہو جائے تو اکثریت کے لحاظ سے فیصلہ کیا جائے۔ اس کے باوجود بھی کوئی فرد اپنے خلیفہ بننے کے اصرار پر ڈٹا رہے تو شوریٰ کو اختیار ہے کہ اسے قتل کر دے۔ یہ شوریٰ ان چھ اصحابؓ پر مشتمل تھی

2. حضرت عثمان بن عفانؓ 2. حضرت علی بن ابی طالبؓ
3. حضرت سعد بن ابی وقاصؓ 4. حضرت طلحہؓ
5. حضرت زبیرؓ 6. حضرت عبدالرحمانؓ

شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ سے معتبر کوئی شخصیت نہ تھی اور آپؓ انتظامی معاملات میں سب سے بڑھ کر تھے لہذا آپؓ کو بیعت عام کے ذریعے منتخب کر لیا گیا۔

← **خلاصہ بحث:**

جہاں تک سوال ہے کہ خلفائے راشدین کا انتخاب کس حد تک جمہوری یا غیر جمہوری ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں حکومت یا خلیفہ کا انتخاب اجتماعی شعور کے ذریعے سے عمل میں آتا ہے جدید مغربی سیاسی نظام میں اجتماعی شعور کے لیے جمہوریت کا لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ اسلام کے سیاسی نظام میں اجتماعی شعور کے لیے شورائیت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ دونوں نظاموں کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں پر حکمرانی، قیصر و کسریٰ کے طریقہ کار کے مطابق ہوگی کہ جس میں ایک بادشاہ فوت ہوتا ہے تو اس کا بیٹا بادشاہ بن جاتا ہے۔ وہ بیٹا

بادشاہ بن جاتا ہے۔ مغرب میں اجتماعی شعور
کا اظہار ووٹنگ کے ذریعے سے پارلیمنٹ
کی حیثیت رکھتی تھی۔ آج کی پارلیمنٹ اور
اسلام کے شورائی نظام کی پارلیمنٹ میں فرق یہ
ہے کہ یہاں ہر ہر شخص ووٹ دے سکتا ہے جب
کہ اسلام میں ووٹ دینے کا حق اصحاب رائے
کو ہے۔ ہم یہ بات بڑی حد تک کہہ سکتے ہیں
کہ خلفائے راشدین کا انتخاب اس وقت کے
موجود سیاسی نظاموں میں بہترین شورائی یا
جمہوری نظام کے ذریعے ہوا۔